



وَرَحْمَةُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ



جسے یہ لوگ سماں پھرتے ہیں اس سے تیرے رب تعالیٰ کی رحمت بہت ہی بہتر ہے

تفسیر ابن کثیر

علامہ عمال الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گردھی

آلزُخْرَف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قرآن کی نورانیت اور عظمت:

ح (۱)

حَمِيمٍ۔

وَالْكِتَابُ الْمُبِينُ (۲)

قسم ہے اس واضح کتاب کی۔

إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (٣)

ہم نے عربی زبان کا قرآن نازل فرمایا ہے کہ تم سمجھ لو۔

قرآن کی قسم کھائی جو واضح ہے جس کے معانی روشن ہیں جس کے الفاظ نورانی ہیں جو سب سے زیادہ فصح و بلیغ عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ یہ اس لئے کہ لوگ سوچیں آجھیں اور وعظ و پند تصحیح و عبرت حاصل کریں۔

ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے۔ جیسے اور جگہ ہے:

بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ (26:195)

عربی واضح زبان میں اسے نازل فرمایا ہے۔

وَإِنَّهُ فِي أُمّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعْلَىٰ حَكِيمٌ (٤)

یقیناً یہ لوح محفوظ میں ہے اور ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے۔

اسکی شرافت و مرتبت جو عالم بالا میں ہے اسے بیان فرماتا کہ زمین والے اس کی منزلت و تو قیر معلوم کر لیں۔
الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

لَدَيْنَا سے مراد ہمارے پاس۔

لعلیٰ سے مراد مرتبہ والا اعزت والا اشرافت اور فضیلت والا ہے۔

حکیم سے مراد حکم مغربوط جو باطل کے ملنے اور ناجائز سے خلق ملط ہو جانے سے پاک ہے۔
اور آیت میں اس پاک کلام کی بزرگی کا بیان ان الفاظ میں ہے۔

إِنَّهُ لِفُرْءَانٌ كَرِيمٌ

فِي كِتَابٍ مَكْتُونٍ

لَا يَمْسُأُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (80:77)

بے شک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے، جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے، جیسے صرف پاک لوگ ہی چھوکتے ہیں، یہ رب العالمین کی طرف سے اتراب ہوا ہے۔

اور جگہ ہے:

كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ

فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ

فَيَصُحُّفٍ مُكَرَّمَةٍ

یہیک نہیں قرآن تو نصیحت کی پیز ہے جو چاہے اسے یاد کر لے۔ یہ تو پر عظمت صحیحوں میں ہے جو بلند و بالا اور پاک صاف ہیں۔ جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہے جو بزرگ اور پاک باز ہیں۔

ان دونوں آیتوں سے علماء نے استنباط کیا ہے کہ بے وضو قرآن کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہئے جیسے کہ ایک حدیث میں بھی آیا ہے۔ اس لئے کہ عالم بالا میں فرشتے اس کتاب کی عزت و تقدیم کرتے ہیں جس میں یہ قرآن لکھا ہوا ہے۔

پس اس عالم میں ہمیں بطور اولی اس کی بہت زیادہ تقدیم و تکریم کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ میں والوں کی طرف ہی بھیجا گیا ہے اور اس کا خطاب ان ہی سے ہے تو انہیں اس کی بہت زیادہ تقدیم اور ادب کرنا چاہئے اور ساتھ ہی اس کے احکام کو تسلیم کر کے ان پر عامل بن جانا چاہئے کیونکہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ ہمارے ام الکتاب میں ہے اور بلند پایا اور باحکمت ہے۔

أَفَضْرِبُ عَنْكُمُ الدُّكْرَ صَفَحًا أَنْ كُنْثُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ (۵)

کیا ہم اس نصیحت کو تم سے اس ہا پر ہٹا سکیں کہ تم حد سے گز رجاتے والے لوگ ہو۔

اس آیت کے ایک معنی تو یہ کہ گئے ہیں کہ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ پاوجواد اطاعت گزاری اور فرمایہ واری نہ کرنے کے ہم تم کو چھوڑ دیں گے اور تمہیں عذاب نہ کریں گے۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس امت کے اگلوں نے جب اس قرآن کو جھلایا اس وقت اگر یہ اخالیا جاتا تو تمام دنیا ہلاک کر دی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت نے پسندیدہ فرمایا اور برادر میں سال سے زیادہ تک یہ قرآن اترتا رہا۔

اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لطف و رحمت ہے کہ وہ نہ ماننے والوں کے انکار اور بد باطن لوگوں کی شرارت کی وجہ سے انہیں نصیحت و موعظت کرنی ہمیں چھوڑتا تاکہ جوان میں تیکی والے ہیں وہ درست ہو جائیں اور جو درست نہیں ہوتے ان پر جست تمام ہو جائے۔

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيًّا فِي الْأُوَّلَيْنَ (۶)

ہم نے اگلے لوگوں میں بھی بہت سے نبی سمجھے۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيًّا إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (۷)

جو نبی ان کے پاس آیا انہوں نے اسے نہیں مذاق میں اڑایا۔

فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا ...

پس ہم نے ان کے زیادہ زور اور وہ کوتباہ کرڈا۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی اکرم ﷺ کو اعلیٰ دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے قوم کی بخندیب پر نجھرائیں صبر و سمار کیجئے۔ ان سے پہلے کی جو قویں تھیں ان کے پاس ہم نے اپنے رسول و نبی بھیجے تھے۔ اور سب نے ہی اپنے نبیوں سے تمثیر کیا۔ پھر ہم نے انہیں بلاک کر دیا۔ وہ آپ کے زمانے کے لوگوں سے زیادہ زور اور باہم اور دراز دوست تھے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

أَقْلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّيْنِ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مُؤْمِنُوْا وَأَشَدَّ فُؤَادًا
(40:82)

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کرنیں دیکھا؟ کہ ان سے اگلے لوگوں کا کیا انجام ہوا؟ جوان سے تعداد میں اور قوت میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ اور بھی آپنیں اس مضمون کی بہت سی ہیں۔

... وَمَضَى مَثَلُ الْأُولَئِينَ (۸)

اور اگلوں کی حقیقت گزر چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگلوں کی مثالیں گزر چکیں یعنی عاد تیں سزا نہیں عبر تیں۔ جیسے اس سورہ کے آخر میں فرمایا ہے: پس ہم نے گیا گزر اکرو دیا اور پچھلوں کے لئے مثال بنا دی۔

اور جیسے فرمان ہے:

سُلْطَةُ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادَةِ (40:85)

اللہ تعالیٰ کا طریقہ جو اپنے بندوں میں پہلے سے چلا آیا ہے اور تو اسے بدلتا ہوا نہ پائے گا۔

خالق کل اللہ ہی ہے:

وَلَئِنْ سَأَلْتُهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ...

اگر قوان سے دریافت کرے کہ انسانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟

... لَيَقُولُنَّ خَلَقُهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ (۹)

تو یقیناً ان کا یہی جواب ہو گا کہ انہیں غالب و دانا اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! اگر تم ان مشرکین سے دریافت کرو تو یہ اس بات کا اقرار کریں گے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے پھر بھی اس کی وحداءت کو جانتے اور مانتے اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک نہیں رہا ہے میں۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا ...

وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور پچھوٹا بنا یا

اللہ تعالیٰ جس نے زمین کو فرش اور قرار گاہ تھیری ہوئی اور ثابت مخطوط بنائی جس پر تم چلو پھر وہ ہوسیا خوب نہیں سو جاؤ کو۔

... وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُّلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (۱۰)

اور اس میں تمہارے لئے راستے کر دیئے تاکہ تم راہ پالیا کرو۔

حالانکہ یہ زمین خود خلا میں ہے لیکن مخطوط پہاڑوں کے ساتھ اسے بلنے جلنے سے روک دیا گیا ہے اور اس میں راستے بنا دیئے ہیں تاکہ تم ایک شہر سے دوسرے شہر کو ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہنچ سکو۔

وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدْرٍ ...

اسی نے آسمان سے ایک انداز کے مطابق پانی نازل فرمایا

اللہ تعالیٰ نے ہی آسمان سے ایسے انداز سے بارش بر سائی جو کفایت ہو جائے کھیتیاں اور باغات سرسبز ہیں پھلیں پھولیں اور پانی تمہارے اور تمہارے جانوروں کے پینے میں بھی آئے۔

... فَأَنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيَّتًا

اس نے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔

پھر اس بارش سے مردہ زمین زندہ کر دی خنکی تری سے تبدیل ہو گئی جنگل اور ہلکا نجھے پھول اگنے لگے اور طرح طرح کے خوشنوار میوے پیدا ہو گئے۔

كَذَلِكَ ثُخْرَجُونَ (۱۱)

اسی طرح تم کالے جاؤ گے۔

پھر اسے دلیل بنائی مردہ انسانوں کے جی اٹھنے کی اور فرمایا اسی طرح تم قبروں سے کالے جاؤ گے۔

وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلُّهَا ...

جس نے تمام چیزوں کے جوڑے بنائے

اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کئے۔ کھیتیاں پھل پھول ترکاریاں اور میوے وغیرہ طرح طرح کی چیزیں اس نے پیدا کر دیں۔

مختلف قسم کے حیوانات تمہارے لفج کے لئے پیدا کئے۔

... وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفَلَكِ ...

اور تمہارے لئے کشتیاں بنائیں

... وَالْأَنْعَامَ مَا تَرْكُبُونَ (۱۲)

اور تمہاری سواری کے لئے چوپائے جانور پیدا کئے۔

کھنکھیاں سمندروں کے سفر کو چوپائے جانور خشکی کے سفر کو مبیا کر دیئے ان میں سے بہت سے جانوروں کا گوشہ تم کھاتے ہو، بہت سے تمہیں دودھ دیتے ہیں۔ بہت سے تمہاری سواریوں میں کام آتے ہیں۔ تمہارے بوجھڑھوتے ہیں۔ تم ان پر سواریاں لیتے ہو اور خوب ہر سے سے ان پر سوار ہوتے ہو۔

إِسْتُوْوَا عَلَى ظُهُورِهِ ...

تاکہ تم اُنکی پیچھے پر جم کر سوار ہوا کرو

... ثُمَّ تَذَكُّرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا

پھر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب تھیک شماک بیٹھ جاؤ اور کہو

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُفْرِنِينَ (۱۳)

پاک ذات ہے اس اللہ کی جس نے اسے ہمارے بس میں کر دیا باوجود یہ کہ تمہیں اسے قابو کرنے کی طاقت نہ تھی۔

اب تمہیں چاہئے کہ جم کر بیٹھ جانے کے بعد اپنے رب تعالیٰ کی نعمت یاد کرو کہ اس نے کیسے کیسے طاقتور وجود تمہارے قابو میں کر دیئے اور یوں کہو کہ وہ اللہ تعالیٰ پاک ذات والا ہے جس نے اسے ہمارے قابو میں کر دیا اگر وہ اسے ہمارا مطمع نہ کرتا تو ہم اس قابل نہ تھے نہم میں اتنی طاقت تھی اور ہم اپنی موت کے بعد اسی کی طرف جانے والے ہیں۔

وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ (۱۴)

اور باستین ہم اپنے رب تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اس آمد و رفت سے اور اس مختصر سفر سے سفر ۲ خرث یاد کرو۔ جیسے کہ دنیا کے تو شے کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے ۲ خرث کے تو شے کی جانب توجہ دلائی اور فرمایا:

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى (۲:۱۹۷)

تو شے لے لیا کرو لیکن بہتر ہیں تو شے ۲ خرث کا تو شہ ہے۔

اور دنیوی لباس کے ذکر کر کے موقع پر اخروی لباس کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا:

وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ (۷:۲۶)

لباسِ تقویٰ افضل و بہتر ہے۔

سواری پر سوار ہونے کی دعائیں:

حضرت علی بن ربیعہ فرماتے ہیں حضرت علیؓ جب اپنی سواری پر سوار ہونے لگتے تو رکاب میں بھر کتھے ہی فرمایا **بسم اللہ**
اور جب جم کر بیٹھے گئے تو فرمایا **الحمد لله**

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُفْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِّبُونَ

پھر تین مرتبہ **الحمد لله** اور تین مرتبہ **الله اکبر** کہا۔

پھر فرمایا سبھا کے لا الہ الا انت قد ظلمت نفسي فاغفر لی پھر نفس دیجے۔

میں نے پوچھا میر المؤمنین آپ نہیں کیوں؟

فرمایا میں نے رسول اللہؐ سے یہی سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ جب بندے کے مند سے اللہ تعالیٰ مستتا ہے کہ وہ کہتا ہے **رب الغفرانی** میرے رب مجھے بخشن دے تو وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے اور فرماتا ہے میرا بندہ چانتا ہے کہ میرے سوکوئی گناہوں کو بخشن نہیں سکتا۔

یہ حدیث ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور مسند احمد میں بھی ہے۔ امام ترمذی اسے حسن صحیح بتلاتے ہیں۔

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ تھیک جب بیٹھ گئے تو آپؑ نے تین مرتبہ **الله اکبر** کہا پھر اس پر چت لینے کی طرح ہو کر نفس دیجے اور حضرت عبداللہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمائے لگے جو شخص کسی جانور پر سوار ہو کر اس طرح کرے جس طرح میں نے کیا تو اللہ عز وجل اس کی طرف متوجہ ہو کر اسی طرح نفس دیتا ہے جس طرح میں تیری طرف دیکھ کر ہنسا۔ مسند احمد

اللَّهُمَّ اسْنَلْكِ فِي سَفَرِي هَذَا الْبَرُّ التَّقْرَبِي وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضِي

يَا اللَّهُ مَمْنَعَنِي أَنْ أَسْفِرَ إِلَيْكَ أَوْ أَنْ يَنْهَا طَالِبِي كَمَا يَنْهَا طَالِبُكَ تَوْلِيَّهُ مَنْ يَشَاءُ

اللَّهُمَّ هُوَ عَلَيْنَا السَّفَرُ وَ أَطْلُوْلَا الْبَعْدَ

أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَمْبَارِسْفَرَنَا إِلَيْكَ وَ يَمْبَارِسْفَرَنَا إِلَيْكَ

اللَّهُمَّ اسْتَأْنِنْ بِكَ فِي السَّفَرِ وَ الْخَلِيفَةِ فِي الْأَهْلِ

پُرُورِ دُكَارِ! تَوْهِي سَفَرَكَ سَاقِيَّيْنِي اَوْ بَاهِلِ وَعِيَالِ كَانِيَهُبَانِيَّنِي

اللَّهُمَّ اصْحِنْنَا فِي سَفَرِنَا وَ اخْلِقْنَا فِي اهْلِنَا

مِنْ مَعْبُودِهِ مَارِسَفَرِمِنْ بَهَارِ سَاتِحَوَدَهُ اَوْ بَهَارِ مَهَهُوْنِ مِنْ بَهَارِي جَانِشِنِ فَرْمَا

اور جب سفر سے سے آپؑ واپس گھر کی طرف اوئیج تو فرماتے:

واپس لوئیجے والے تو پکرنے والے۔ انشاء اللہ عبادتیں کرنے والے اپنے رب کی تعریفیں کرنے والے۔

مُسْلِمُ ابُو داؤد اور نسائی

مشرکوں کی خود ساختہ تقسیم:

اللہ تعالیٰ مشرکوں کے اس افتر اور کذب کا بیان فرماتا ہے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ذمے باندھ رکھا ہے۔

جس کا ذکر سورہ انعام کی اس آیت میں ہے:

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَّا مِنَ الْحَرَثِ وَالْأَنْعَامَ ثَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَغْمَهُمْ وَهَذَا لِشَرِكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشَرِكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شَرِكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (6:136)

اللہ تعالیٰ نے جو حقیقی اور موہی شی پیدا کئے ہیں ان مشرکین نے ان میں سے کچھ حصہ تو اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا اور اپنے طور پر کہہ دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا۔ اب جو ان کے معبودوں کا نام کا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں پہنچتا اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے وہ ان کے معبودوں کو پہنچ جاتی ہے۔

کیسی بڑی ان کی یہ تجویز ہے؟ اسی طرح مشرکین نے لو کے لاکیوں کی تقسیم کر کے لاکیاں تو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کیں جوان کے خیال میں ذلیل و خوار تھیں اور لو کے اپنے لئے پسند کئے۔ جیسے کہ پاری تعالیٰ کا فرمان ہے،

اللَّمْدُ الدَّكَرُ وَلَهُ الْأَنْشَى

تَلَكَ إِذَا قَسْمَةً صَبَرَ (22-53:21)

کیا تمہارے لئے تو بیٹے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں؟ یہ تو بڑی بے ذہنی تقسیم ہے۔

وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا...

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بعض علاموں کو اس کا جزو خبر دیا۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ (۱۵)

یقیناً انسان کھلم کھلانا شکرا ہے۔

پس یہاں بھی فرماتا ہے کہ ان مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کا جزو قرار دے لیا ہے۔

أَمْ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُمْ بِالْبَيْنَ (۱۶)

کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں تو خود رکھ لیں اور تمہیں بیٹوں سے برگزیدہ کیا۔

وَإِذَا بُشَّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنَ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًا وَهُوَ كَظِيمٌ (۱۷)

ان میں سے کسی کو جب اس چیز کی خبر دی جائے جس کی مثال اس نے اللہ طعن کے لئے بیان کی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور غمگین ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی اس بد تہذیبی کو دیکھو کہ جب یہ لاکیوں کو خود اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے لئے کیسے پسند کرتے ہو؟ ان کی یہ حالت ہے کہ جب ان میں سے کسی کو یہ خبر پہنچتی ہے کہ تیرے ہاں لوکی ہوتی تو من بور لیتا ہے اپنی حماقت کا مظاہرہ کرنے بینختا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لاکیاں ہیں۔ یہ خوب مزے کی بات ہے کہ خود جس چیز سے گھبرا کیں اللہ تعالیٰ کے لئے وہ ثابت کریں۔

عورت کی فطری کمزوریاں:

أَوَمَنْ يُشَائِنَ فِي الْحِلَيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٌ (۱۸)

کیا (اللہ کی اولاد لاکیاں ہیں؟) جو زیورات کی نمائش میں پیس اور جھگڑے میں ظاہر نہ ہو سکیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عورتیں جو نقص سمجھی جاتی ہیں جن کے نقصانات کی مغلایی زیورات اور رائش سے کی جاتی ہے اور پیچن سے مرتے دم تک وہ بناؤ سکھار کی محتاج سمجھی جاتی ہے۔ پھر بجٹھ مباہنے اور لڑائی جھگڑے کے وقت اس کی زبان نہیں چلتی دلیل نہیں دے سکتی۔ عاجز رہ جاتی ہے مغلوب ہو جاتی ہے ایسی چیز کو جناب ہاری علی وغیم کی طرف منسوب کرتے ہیں جو ظاہری اور باطنی نقصان اپنے اندر رکھتی ہے جس کی ظاہری نقصان کو زیورات سے دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ إِنَّا ...

انہوں نے اللہ تعالیٰ رحمن کے عبادت گزار فرشتوں کو عورتیں قرار دے لیا۔

...أَشَهَدُوا خَلْقَهُمْ...

کیا انکی پیدائش کے موقع پر یہ موجود تھے؟

... سَتَّكْتُبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسَأَلُونَ (۱۹)

ان کی یہ گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے اس چیز کی باز پرس کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے فرشتوں کو عورتیں سمجھ رکھا ہے ان سے پوچھو کر کیا جب وہ پیدا ہوئے تو تم وہاں موجود تھے؟ تم یہ نہ سمجھو کر ہم تمہاری ان باتوں سے بے خبر ہیں سب ہمارے پاس لکھی ہوتی ہیں اور قیامت کے دن تم سے ان کا سوال بھی ہو گا جس سے تمہیں ڈرنا چاہئے اور ہوشیار رہنا چاہئے۔

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَا هُمْ ...

کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم انکی عبادت نہ کرتے۔

یہاں انکی مزید حماقت بیان فرماتا ہے کہ کہتے ہیں کہ ہم نے فرشتوں کو عورتیں سمجھا پھر انکی مورتیاں بنا کیں اور پھر انہیں پونج رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم میں ان میں حاصل ہو جاتا اور ہم انہیں نہ پونج سکتے۔ پس جب کہ ہم انہیں پونج رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم میں حاصل نہیں ہوتا تو ظاہر ہے کہ ہماری یہ پوچھلٹی نہیں بلکہ صحیح ہے۔ پس

. پہلی خطاتوں کی پوچھلٹی کے لئے اولاد ثابت کی۔

. دوسری خطایہ کفرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی لاکیاں قرار دیں۔

. تیسرا خطایہ کی کہ انہیں کی پوچھلٹ شروع کردی جس پر کوئی دلیل و جہت نہیں صرف اپنے بروں اور انکوں اور باپ والوں کی جاہانہ تقليد ہے۔

. چوتھی خطایہ کی کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر مانا اور اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر رب تعالیٰ اس سے ناخوش ہوتا تو ہمیں اتنی طاقت ہی نہ دیتا کہ ہم ان کی پرستش کریں اور یہ انکی صریح جہالت و کندھانی ہے۔

... مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ ...

انہیں اسکی کچھ خبر نہیں۔

اللہ تعالیٰ اس سے سراسر ناخوش ہے۔ ایک ایک پیغمبر اس کی تردید کرتا رہا۔ ایک ایک کتاب اس کی برائی بیان کرتی رہی۔ جیسے بیان ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَبَيْنَا الطَّغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ
مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسَيِّرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَقْبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (16:36)

ہرامت میں ہم نے رسول بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے سواد و سرے کی عبادت سے بچو۔ پھر بعض تو ایسے لئکے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور بعض ایسے بھی لئکے جن پر گمراہی کی بات ثابت ہو پہنچی۔ تم زمین میں چل پھر کرو کیجو ک جھلانے والوں کا کیا برا حشر ہوا؟

اور آیت میں ہے:

وَاسْتَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مَنْ رُسْلَنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهَهُ يُعْبُدُونَ (43:45)

تو ان رسولوں سے پوچھ لے جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا۔ کیا ہم نے اپنے سواد و سروں کی پرستش کی اجازت دی تھی؟

... إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ (۲۰)

یہ تو صرف انکل پچھوچوٹ باتیں کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دلیل قوان کی بڑی کمزوریوں ہے اور کمزوریوں ہے کہ یہ بے علم ہیں با تمنہ بنا لیتے ہیں۔ جھوٹ بول لیتے ہیں یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی اس پرقدرت جو ہے اسے نہیں جانتے۔

باپ دادوں کے مقلد مشرک:

أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ (۲۱)
کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی اور کتاب دی ہے جسے یہ مضبوط تھا میں ہوئے ہیں؟

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کسی عبادت کرتے ہیں ان کا بے دلیل ہونا بیان فرمایا جا رہا ہے کہ کیا ہم نے ان کے اس شرک سے پہلے کوئی کتاب دے رکھی ہے۔ جس سے وہ مدد لاتے ہوں یعنی حقیقت میں ایسا نہیں جسے فرمایا:

أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَنًا فَهُوَ يَكْلُمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ (۳۰:۳۵)

کیا ہم نے ان پر ایسی مدد اتاری ہے جو ان سے شرک کو کہے؟
یعنی ایسا نہیں ہے۔

بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ (۲۲)
نہیں نہیں بلکہ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک مذہب پر پایا اور ہم انہی کے
قدموں پر راہ یافتہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تو نہیں بلکہ شرک کی مددان کے پاس ایک اور صرف ایک ہے اور وہ اپنے باپ دادوں کی تقلید کرو
جس دین پر تھے ہم اسی پر ہیں اور ہیں گے۔

امت سے مراد یہاں دین ہے۔

جیسے کہ اس آیت میں بھی ہے:

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ (۲۳:۵۲)

اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر۔

وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِنَّا قَالَ مُتَرْفُوهَا ...
اسی طرح صحیح سے پہلے بھی ہم نے جس بستی میں کوئی ذرا نے والا بھیجا وہاں کے 2 سو دہ حوال
لوگوں نے یہی جواب دیا

... إِنَّا وَجَدْنَا أَبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُفَتَّدُونَ (۲۳)

کہ ہم نے اپنے باپ داداوں کو ایک راہ پر اور ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقش پا کی پیرروی کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی روشن ان سے انگلوں کی بھی رہی ہے۔ ان کا جواب بھی نبیوں کی تعلیم کے مقابلے میں یہی تقلید کو پیش کرنا تھا۔ اور جگہ فرمایا:

كَذَلِكَ مَا أَئَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مَنْ رَسُولٌ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ

أَتَوْ أَصَوْا بِهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَغُونَ (53-51:52)

ان کے انگلوں کے پاس بھی جو رسول ہے یہیں ان کی امتوں نے انہیں بھی جادوگر اور دیوانہ بتلایا۔ پس کویا کہ انگلے پچھلوں کے مندیں میں یہ الفاظ بھر گئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ سرکشی میں یہ سب کیساں ہیں۔

قَالَ أَوْلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَى مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ...

نبی نے کہا بھی کہ اگرچہ میں اس سے بہت زیادہ مقصود تک پہنچا نے والا طریقہ لے کر آیا ہوں جس پر تم نے اپنے باپ داداوں کو پایا۔

قَالُوا إِنَّا بِمَا أَرْسَلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ (۲۴)

تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کے مکفر ہیں جسے دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے۔

فَانْتَقْمِنَا مِنْهُمْ ...

پس ہم نے ان سے انتقام لیا

... فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (۲۵)

اور یکھ لے جھلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ گویا یہ معلوم کر لیں اور جان لیں کہ نبیوں کی تعلیم باپ دادوں کی تقلید سے بد رجہ بہتر ہے۔ تاہم انکا برا اقصد اور ضد از انہیں حق کی قبولیت کی طرف نہیں آئے دیتا۔ پس ایسے ازیل لوگوں سے ہم بھی ان کی باطل پرستی کا انتقام نہیں چھوڑتے۔ مختلف صورتوں سے انہیں ندو بالا کر دیا کرتے ہیں۔ ان کے قصے مذکور و مشہور ہیں غور و تامل کے ساتھ دیکھ پڑھو اور سوچ سمجھو لو کہ کس طرح کفار بر باد کئے جاتے ہیں اور کس طرح مومن نجات پاتے ہیں۔

شک کا قلع قع سنت ابراہیمی ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنِّي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ (۲۶)

جب ابراہیم نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے پیزارہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

إِنَّا الَّذِي فَطَرَنِي فِيَّةُ سَيَّهُدِينَ (۲۷)

بجز اس اللہ تعالیٰ کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا۔

قریشی کفار نب کے اور دین کے اعتبار سے چونکہ خلیل اللہ امام الحفاظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب تھے اس نے اللہ تعالیٰ نے سنت ابراہیمی ان کے سامنے رکھی کہ دیکھو جو اپنے بعد اُنے والے تمام نبیوں کے باپ اللہ تعالیٰ کے رسول امام الوحدین تھے۔ انہوں نے کھلے لفظوں میں نہ صرف اپنی قوم سے بلکہ اپنے گے باپ سے بھی کہہ دیا کہ مجھ میں تم میں کوئی تعلق نہیں۔ میں سوائے اپنے پچ اللہ تعالیٰ کے جو میرا خاتم اور میرا ہادی ہے تھا رے ان معبودوں سے پیزارہوں سب سے بے تعلق ہوں۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۲۸)

ابراہیم اسی کو اپنی اولاد میں بھی باقی رہنے والی بات پر قائم کر گئے تاکہ لوگ بازاڑتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بھی اگری جرأت حق کوئی اور جوش توحید کا بدله یہ دیا کہ بلکہ توحید کو ان کی اولاد میں ہمیشہ کے لئے باقی رکھا یا۔ نا ممکن ہے کہ آپ کی اولاد میں اس پاک بلکہ کے قائل نہ ہوں انہی کی اولاد اس توحیدی کلمہ کی اشاعت کرے گی اور سعید رو جیں اور نیک نصیب لوگ اسی گھرانے سے توحید یا کھیس گے۔ غرض اسلام اور توحید کا معلم یہ گھرنا قرار پایا گیا۔

بَلْ مَنْتَعْتُ هَؤُلَاءِ وَآبَاءُهُمْ حَتَّىٰ جَاءُهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ (۲۹)

بلکہ میں نے ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادوں کو سامان اور اسہاب دیا یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف صاف نہ نہیں والا رسول آگیا۔

وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ (۳۰)

حق کے پہنچتے ہی یہ بول پڑے کہ یہ تو جادو ہے ہم اس کے مکر ہیں۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْفُرْقَانُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ (۳۱)

اور کہنے لگے یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بات یہ ہے کہ یہ کفار کفر کرتے رہے اور میں انہیں متع و نیا دیتا رہا یہ اور بیکتے گئے اور اس قدر بدست ہو گئے کہ جب ان کے پاس دین حق اور رسول حق کو آئے تو انہوں نے ہاں ک لگائی کہ کلام اللہ اور مجروات انہیاء چادو ہیں اور ہم انکے مکفر ہیں۔ سرکشی اور ضد میں آ کر کفر کر بیٹھے۔ عنا دار بغرض سے حق کے مقابلہ پر اتر آئے اور با تنس ہانے لگے کہ کیوں صاحب اگر یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے تو پھر کسے اور طائف کے کسی رجیس پر کسی بڑے آدمی پر کسی دینبودھ و جاہت والے پر کیوں نہ اتر۔

بڑے آدمی سے انکی مراد ولید بن مخیرہ عمروہ بن مسعود عمریہ بن عمرو و عتبہ بن رہبیعہ جیبیہ بن عمرو و اہن عبد یلیلیں کنانہ بن عمرو وغیرہ سے تھی۔ غرض یتحمی کہ ان دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے مرتبے کے آدمی پر قرآن نازل ہونا چاہئے تھا۔

اہم یقسمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ ...

کیا تیرے رب تعالیٰ کی رحمت کو یہ تقسیم کرتے ہیں؟

اس اعتراض کے جواب میں فرمان باری سرزد ہوتا ہے کہ کیا رحمت الہی کے یہ مالک ہیں؟ جو یہ اسے تقسیم کرنے بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت وہ بھی ہے جب جتنا چاہے وہ۔

پھر کہاں اس کا علم اور کہاں تمہارا علم؟ اسے بخوبی علم ہے کہ رسالت الہی کا حقدار صحیح معنی میں کون ہے؟ یہ نعمت اس کو دی جاتی ہے جو تمام خلقوں سے زیادہ پاک دل ہو سب سے زیادہ پاک نفس ہو۔ سب سے بڑھ کر اشرف گھر کا ہوا اور سب سے زیادہ پاک اصل کا ہو۔

... نَحْنُ قَسْمُنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا...

ہم نے ہی انکی زندگانی دنیا کی روزی ان میں تقسیم کی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ رحمت الہی کے تقسیم کرنے والے کہاں سے ہو گئے؟ اپنی روز یاں بھی ان کے اپنے قبضے کی نہیں۔ وہ بھی ہم ان میں باشندے ہیں۔ اور فرق و تفاوت کے ساتھ ہے جب جتنا چاہیں دیں۔ جس سے جب جو چاہیں پچھیں لیں۔

... وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخُذُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا...

اور ایک کو دوسرے سے بلند کیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو ماتخت کر لے۔

عقل نہیں قوت طاقت وغیرہ بھی ہماری ہی دی ہوئی ہے اور اس میں بھی مراثب جدا گاہہ ہیں۔ اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے کام لے کیونکہ انکی اسے اور انکی اسے ضرورت اور حاجت رہتی ہے۔ ایک ایک کے ماتحت رہے۔

... وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (۳۲)

جسے یہ لوگ سمجھتے پھر تے ہیں اس سے تیرے رب تعالیٰ کی رحمت بہت ہی بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم جو کچھ دنیا میں جمع کر رہے ہو اس سے رب تعالیٰ کی رحمت بہت ہی بہتر اور افضل ہے۔

وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لَمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنَ لِبُيُوتِهِمْ سُقْفًا مِنْ فَضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ (٣٣)

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ ایک ہی گروہ ہو جائیں تو اللہ رحمن کے ساتھ کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتوں کو ہم چاندی کی بنادیتے اور زینوں کو بھی جن پر چڑھا کرتے۔

وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَكُوُنُونَ (٤)

اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی جن پر ہو تکمیل گا کہ جیسے ہیں۔

وَزُخْرُفًا ...

اور سونے کے بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگ مال کو یہاں افضل اور یہاں اندی کی دلیل جان کر مالداروں کے مثل بن جائیں تو میں تو کفار کو یہ دنیا کے دوس (حیر) اتنی دیتا کہ ائمکے گھر کی چھتیں بلکہ ائمکے کوٹھوں کی سیر حیاں بھی چاندی کی ہوتیں بلکہ ذریع یہ بالاخانوں پر پہنچتے اور ان کے دروازے ائمکے بیٹھنے کے تخت بھی چاندی کے ہوتے اور سونے کے بھی۔

اور حدیث میں ہے:

میرے نزویک دنیا کوئی قدر کی چیز نہیں یہ فانی ہے زائل ہونے والی ہے اور ساری مل جائے جب بھی آخرت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے۔ ان لوگوں کی اچھائیوں کے بد لے انہیں بیٹھیں مل جاتے ہیں۔ کھانے پینے رہنے جنہیں بر تے بر تانے میں کچھ سہولتیں بھی پہنچ جاتی ہیں۔ آخرت میں تو محض خالی ہاتھ ہوں گے۔ ایک نیکی باقی نہ ہوگی۔ جو اللہ تعالیٰ سے کچھ حاصل کر سکیں۔ جیسے کہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔

لَوْ أَنَّ الْدُّنْيَا تَرْنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعْوَضَةٍ مَا سَقَى مِنْهَا كَافِرًا شَرِبةً مَاء

اگر دنیا کی قدر اللہ تعالیٰ کے نزویک ایک پھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کا فرکو یہاں پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پالتا۔

... وَإِنْ كُلُّ ذَلِكَ لَمَّا مَتَّعَ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ...

اور یہ سب کچھ یوں ہی سادہ باوی فائدہ ہے۔

... وَالآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ (٣٥)

۲ خرت تو یہ رے رب تعالیٰ کے نزویک صرف پرہیز گاروں کے لئے ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ۲ خرت کی بھلا کیاں صرف ان کے لئے ہیں جو دنیا میں پھونک پھونک کر قدم رکھتے رہے۔ ذرور کر زندگی گزارتے رہے۔ وہاں رب تعالیٰ کی خاص نعمتیں اور مخصوص حمتیں جوانہیں ملیں گی ان میں کوئی ان کا شریک نہ ہوگا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس آپؐ کے بالا نانے میں گئے۔ اور آپؐ اس وقت اپنی ازدواج مطہرات سے ایسا کر رکھا تھا۔ تو دیکھا کہ آپؐ ایک چنانی کے لکڑے پر لیٹے ہوئے ہیں جن کے نشان آپؐ کے جسم مبارک پر نمایاں ہیں۔ تو رو دیئے اور کہا یا رسول اللہ ایقاص و کسری کس آن بان اور کس شان و شوکت سے زندگی گزار رہے ہیں اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیارے رسول ہو کر کس حال میں ہیں؟

حضورؐ تو علیک ہے ہوئے بیٹھے تھے یا فوراً تکیہ چھوڑ دیا اور فرمائے گے:

أَوَ فِي شَكَ أُلْتَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ؟

اے ابن خطاب! کیا تو شک میں ہے؟

أُولَئِكَ قَوْمٌ عَجَّلُتْ لَهُمْ طَيِّبَاتِهِمْ فِي حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا
يَقُولُونَ اُوگ ہیں جن کی بیکیاں جلدی سے انہیں سینیں مل گئیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ
کیا تو اس سے خوش نہیں کر انہیں دینا ملے اور انہیں آخرت۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

لَا تَشْرِبُوا فِي آنِيَةِ الدَّهَبِ وَالْفَضَّةِ، وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ
سوئے چاندی کے برتوں میں کھاؤ پیو نہیں یہ دنیا میں ان کے لئے ہیں اور آخرت میں ہمارے لئے ہیں۔

اور دنیا میں یہ ان کے لئے یوں ہیں کہ رب تعالیٰ کی نظرؤں میں دنیا ذلیل و خوار ہے۔

ترندی کی ایک حسن صحیح حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَرْزُنُ عَذَّ اللَّهُ جَنَاحَ بَعْوَضَةٍ مَا سَقَى مِنْهَا كَافِرًا شَرْبَةً مَاءً أَبَدًا
اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو کسی کافر کو اللہ تعالیٰ ایک گھوٹ پانی نہ پلاتا۔

اللہ کے ذکر سے غفلت کا نتیجہ:

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ ثُفِيَضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ (۳۶)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔

وَإِنَّهُمْ لِيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ (۳۷)

وہ انہیں راہ سے روکتے ہیں اور یہ اسی خیال میں رہتے ہیں کہ یہ راہ یافتہ ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ رحیم و کریم کے ذکر سے غفلت و بے رحمتی کرے اس پر شیطان قابو پالیتا ہے اور اسکا ساتھی بن جاتا ہے۔

آنکھوں کی کمی کو عربی زبان میں **عَشَى فِي الْعَيْنِ** کہتے ہیں۔

یہی مضمون قرآن کی اور بہت سی آیتوں میں ہے جیسے فرمایا:

**وَمَن يُشَاقِقُ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَبَعَ عَيْنَ رَبِيعَ سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ ثُلَّهُ مَا تَوَلَّ
وَتُصلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاعَتْ مَصِيرًا** (4:115)

جو شخص ہدایت ظاہر ہو چکنے کے بعد مختلف رسول کر کے مومنوں کی راہ کے سوا اور راہ کی پیروی کرے ہم اسے وہیں چھوڑ دیں گے اور جہنم واصل کریں گے جو بڑی بری جگہ ہے۔

اور آیت میں ارشاد ہے:

فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ فُلُوبَهُمْ (61:5)

جب وہ ہیز ہے ہو گئے اللہ تعالیٰ نے انکے دل بھی کج کردیجے۔

اور آیت میں فرمایا:

وَقَيَضْنَا لَهُمْ فُرَنَاءَ فَرَيَّنَا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفُهُمْ (41:25)

ان کے بوجنمیں ہم نے مقرر کر دیجے ہیں وہ ان کے ۲۱ گے پیچھے کی چیزوں کو زینت والی بنا کر انہیں دکھاتے ہیں۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءُنَا قَالَ ...

یہاں تک کہ جب ہمارے پاس ۲۱ گے کہے گا

... يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقِينَ فَبِئْسَ الْقَرِينُ (۳۸)

کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوڑی ہوتی تو بڑا براساتھی ہے۔

یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے غافل لوگوں پر شیطان اپنا قابو کر لیتا ہے اور انہیں راہ اللہ سے روکتا ہے اور ان کے دل میں یہ خیال جما دیتا ہے کہ ان کی روٹ بہت اچھی ہے۔ یہ بالکل صحیح دین پر قائم ہیں۔ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو گا اور معاملہ کھل جائے گا تو اپنے اس شیطان سے جو اس کا ساتھی تھا برآٹ ظاہر کرے گا اور کہے گا کاش میرے اور تیرے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا جتنا مشرق اور مغرب میں ہے۔

یہاں باعتبار تبلیغ کے **مشرِقین** یعنی دو مشرقوں کا لفظ کہہ دیا گیا ہے۔ جیسے سورج چاند کو **فسرین** یعنی دو چاند کہہ دیا جاتا ہے اور ماں باپ کو **ابوین** یعنی دو باپ کہہ دیا جاتا ہے۔

ایک قرأت میں اذا جاء الہ بھی ہے یعنی شیطان اور یہ غافل انسان دونوں جب ہمارے پاس آئیں گے۔ حضرت سعید جریری فرماتے ہیں کہ کافر کے اپنی قبر سے اختحتہ ہی شیطان آ کر اس کے ہاتھ سے ہاتھ مالیتا ہے پھر جدائیں ہوتا۔ یہاں تک کہ جہنم میں بھی دونوں کو ساتھ ڈالا جاتا ہے۔

وَلَنْ يَنْفَعُكُمُ الْيَوْمَ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنْتُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ (۳۹)

جبکہ تم ظالم طہر پچے تو تمہیں اج ہرگز تمہارا سب کا عذاب میں شامل ہونا کوئی نفع نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جہنم میں تم سب کا جمع ہونا اور وہاں کے عذابوں میں سب کا شریک ہونا تمہارے لئے نفع دینے والا نہیں۔

أَفَلَتَ تُسْمِعُ الصَّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ ...

کیا پس تو بہرے کو سنا سکتا ہے یا اندر ھے کوراہ و کھا سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ ازی بہروں کے کان میں تو ہدایت کی صدائیں والیں سکتا۔ ماوراء انہوں کو توارہ نہیں و کھا سکتا۔ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تیری ہدایت نہیں قبول کر سکتے۔ یعنی تجھ پر ہماری جانب سے یہ فرض نہیں کہ خواہ تو وہ ہر شخص مسلمان ہو ہی جائے۔ ہدایت تیرے قبیلے کی چیز نہیں۔

... وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٌ (۴۰)

اور اسے جو کھلی گمراہی میں ہو؟

جو حق کی طرف کان ہی نہ لگائے جو سبھی راوی کی طرف آنکھ ہی نہ اٹھائے جو بیکے اور اسی میں خوش رہے تو تجھے اکنی بابت اتنا کیوں خیال ہے؟

تجھ پر ضروری کام صرف تبلیغ کرنا ہے ہدایت و خلافت ہمارے ہاتھ کی چیزیں ہیں ہم عادل ہیں۔ ہم حکیم ہیں ہم جو چاہیں گے کریں گے تم انکے دل نہ ہو جایا کرو۔

فَإِمَّا نَذَهَبَنَّ بَكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ (۴۱)

ہم اگر تجھے یہاں سے لے بھی جائیں تو بھی ہم ان سے بدل لینے والے ہیں۔

أَوْ نُرِيَّكَ الَّذِي وَعَدْنَا هُمْ ...

یا جو کچھ ان سے وعدہ کیا ہے وہ تجھے و کھادیں

... فَإِنَّا عَلَيْهِمْ مُفْتَدِرُونَ (۴۲)

یقیناً ہم اس پر قدرت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ ہم تجھے بیان سے لے جائیں پھر بھی ہم ان خالموں سے بدل لئے بغیر تو رہیں گے نہیں۔ یا اگر ہم تجھے تیری آنکھوں سے وہ دکھادیں جس کا وعدہ ہم نے ان سے کیا ہے تو ہم ان سے عاجز نہیں۔ غرض اس طرح اس طرح دونوں صورتوں میں کفار پر عذاب آئے گا ہی۔

لیکن پھر وہ صورت پسند کی گئی جس میں پیغمبرؐ کی عزت زیادہ تجھی یعنی اللہ تعالیٰ نے اپے کو فوت نہ کیا جب تک کہ اپے کے دشمنوں کو مغلوب نہ کر دیا۔ اپے کی آنکھیں خنڈی نہ کر دیں۔ اپے آنکی جانوں اور مالوں اور ملکیتوں کے مالک نہ ہن گئے۔ یہ تو ہے تفہیم حضرت سعدیؓ کی لیکن حضرت قادہؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نبی دنیا سے اخالتے گئے اور انتقام باقی رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی امت میں زندگی میں وہ معاملات نہ دکھائے جو اپے گونا پسندیدہ تھے۔ پھر حضورؐ کے اور تمام انبیاء، علماء السلام کے سامنے انکی امتوں پر عذاب آئے۔

ہم سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب سے حضورؐ کو یہ معلوم کر دیا گیا کہ اپے کی امت پر کیا کیا و بال ائمہ میں گے۔ اس وقت سے لے کر وصال کے وقت تک کبھی حضورؐ کھل کھلا کر ہستے ہوئے دیکھنے نہیں گئے۔

فَاسْتُمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ...

پس جو وحی تیری جانب کی گئی تو اسے مضبوط تھا مے رہ۔

... إِنَّكَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۴۳)

یقین مان کہ قواہ راست پر ہے۔

وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقُومٍ ...

اور یقیناً یہ خود تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے صحیح ہے۔

... وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ (۴۴)

اور عنقریب تم پوچھے جاؤ گے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جو قرآن مجھ پر نازل کیا گیا ہے وہ سراسر حق و صدق ہے۔ جو حقانیت کی سیدھی اور صاف راوی رہنمائی کرتا ہے۔ تو اسے مضبوطی کے ساتھ لئے رہ بھی جنت نعیم اور راهِ مستقیم کا رہبیر ہے اس پر چلنے والا اس کے احکام کو تھانے والا بہک اور بھک نہیں ملتا۔ یہ تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے ذکر ہے۔ یعنی شرف اور بزرگی ہے۔

بخاری میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا یہ امر (یعنی خلافت و امامت) قریش میں ہی رہے گا جو ان سے جھٹکے گا اور چھینے گا اسے اللہ تعالیٰ اوندو ہے من گرائے گا جب تک دین کو قائم رکھیں۔

اس لئے بھی آپ کی شرافت قوی اس میں ہے کہ قرآن آپ کی زبان میں اترتا ہے۔ افتقریش میں ہی نازل ہوا ہے ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ اسے بھی سمجھیں گے۔ انہیں لائق ہے کہ سب سے زیادہ مضمونی کے ساتھ عمل بھی انہی کا اس پر رہے بالخصوص اس میں بڑی بھاری بزرگی ہے ان مہاجرین کرام رضی اللہ عنہم کی جنہوں نے اول اول سبقت کر کے اسلام قبول کیا اور بھرت میں بھی سب سے پیش پیش رہے اور جوان کے قدم بقدم چلے۔

ذکر کے معنی فصیحت کے بھی لئے گئے ہیں اس صورت میں یہ یاد رہے کہ آپ کی قوم کے لئے اس کا فصیحت ہونا وہ سروں کے لئے فصیحت نہ ہونے کے معنی میں نہیں جیسے فرمان ہے:

لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرٌ كُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (21:10)

بالیقین ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل فرمائی ہے جس میں تمہارے لئے فصیحت ہے کیا پس تم عقل نہیں رکھتے؟

اور آیت میں ہے:

وَأَنذِرْ عَشِيرَةَ الْأَفْرَيْنَ (26:214)

اپنے خاندانی قرابین اروں کو ہوشیار کر دے۔

غرض فصیحت قرآنی رسالت نبویّ عام ہے کہہ والوں کو قوم کو اور دنیا کے کل لوگوں کو شامل ہے۔

وَأَسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُلِنَا ...

اور ہمارے ان نبیوں کا حال معلوم کرو جنہیں ہم نے تم سے پہلے بھیجا تھا

... أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ اللِّهِ يُعْبُدُونَ (٤٥)

کیا ہم نے سوائے جنم کے اور معبود مقرر کئے تھے جنکی عبادت کی جائے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سے عفریب سوال ہو گا کہ کہاں تک کلام اللہ پر عمل کیا اور کہاں تک اسے مانا؟ تمہارے رسولوں نے اپنی اپنی قوم کو وہی دعوت دی جو اے آخر الزماں رسول اپنی امت کو دے رہے ہیں۔

کل انہیاں علیہم السلام کے دعوت ناموں کا خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے توحید پھیلانی اور شرک کو منایا۔ جیسے خود قرآن میں ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولاً أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنَبُوا الطَّغُوتَ (16:36)

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت گرو اور اس کے سوا اور وہ اس کی عبادت نہ کرو۔

حضرت عبد اللہؑ کی قرأت میں یہ آیت اس طرح ہے:

وَاسْأَلُ الَّذِينَ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا

پس یہ مثل تفسیر کے ہے نہ کہ تلاوت کے والد اعلم۔

تو مطلب یہ ہوا کہ ان سے دریافت کر لے جن میں مجھ سے پہلے ہم اپنے اور رسولوں کو صحیح پکھے ہیں۔

عبد الرحمن فرماتے ہیں نبیوں سے پوچھ لے۔ یعنی معراج والی رات کو جب کہ انہیاں علیهم السلام آپ کے سامنے جمع ہتھ کر ہر نبی تو حید سکھانے اور شرک کو منانے کی ہی تعلیم لے کر ہماری جانب سے بحوث ہوتا رہا۔

مویٰ دلائل و برائیں کے ساتھ فرعون کی طرف:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَهُ ...

ہم نے مویٰ کو اپنے دلائل دے کر فرعون اور اس کے امراء کے پاس بھیجا

... فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۴۶)

مویٰ نے ظاہر کیا میں تمام جہانوں کے پروردگار کا رسول ہوں۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَضْحَكُونَ (۴۷)

جب ہماری نشانیاں لے کر ان کے پاس آئے تو وہ بے ساختہ ان پر ہٹنے لگے۔

وَمَا أُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أَخْتَهَا...

ہم انہیں جو نشانیاں دکھاتے تھے وہ دوسری سے بڑھی چڑھی ہوتی تھی۔

... وَأَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۴۸)

اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تاکہ وہ باز آ جائیں۔

حضرت مویٰ کو جناب ہماری تعالیٰ نے اپنا رسول و نبی بنا کر فرعون اور اس کے امراء اور اس کی رعایا قبطیوں اور بھی اسرا میل کی طرف بھیجا تاکہ آپ انہیں توحید سکھائیں اور شرک سے بچائیں۔ آپ کو بڑے بڑے مجرمے بھی عطا فرمائے۔ جیسے کہ ہاتھ کاروشن ہو جانا، لکڑی کا اڑو حصہ بن جانا وغیرہ لیکن فرعونیوں نے اپنے نبی کی کوئی قدرتی کی بلکہ مخدوش بکاری اور تصریخ اڑایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تاکہ انہیں عبرت بھی ہو اور نبوت مویٰ پر دلیل بھی ہو۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا السَّاحِرُ ادعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَاهَدَ عِنْدَكَ إِنَّا لَمُهْنَدُونَ (۴۹)

وہ کہنے لگے اے جادوگر ہمارے لئے اپنے رب تعالیٰ سے اس کی دعا کر جس کا اس نے مجھ

سے وعدہ کر رکھا ہے

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ (٥٠)

پھر جب ہم نے وہ عذاب ان سے ہٹالیا انہوں نے اسی وقت اپنا قول و قرار توڑ دیا۔

پس طوفان آیا ہدیاں آئیں جو گیس آئیں میڈک آئے اور کھیت مال جان بچل وغیرہ کی کی میں بہتا ہوئے۔ جب کوئی عذاب آتا تو تملماً اخجتے۔ حضرت موسیؐ کی خوشامد کرتے انہیں رضا مند کرتے ان سے قول قرار کرتے آپؐ دعا مانگتے عذاب ہٹ جاتا۔ پھر سرکشی پر اتر آتے۔ پھر عذاب آتا پھر بینی ہوتا۔

ساحر یعنی جادوگر سے وہ بڑا عالم مراد لیتے تھے۔

ان کے زمانے کے علماء کا یہی لقب تھا اور انہی لوگوں میں علم نہ موم نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ پس ان کا جناب موسیؐ کو اے جادوگر کہ کر خطاب کرنا بطور عزت کے تھا اعتراف کے طور پر نہ تھا کیونکہ انہیں تو اپنا کام کھالنا تھا۔ ہر بار اقرار کرتے تھے کہ ہم مسلمان ہو جائیں گے اور ہمیں اسرائیل کو بھی تھارے ساتھ کر دیں گے۔ پھر جب عذاب ہٹ جاتا تو وعدہ ٹھنپی کرتے اور قول و قرار توڑ دیتے۔ جیسے اور آیت میں **فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطَّرْفَانَ** ... (7:133-135) میں اس پورے واقع کو بیان کیا گیا ہے۔

فرعون کا تکبراً و سرکشی:

وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمَ الَّذِينَ لَيْ مُلْكُ مِصْرَ ...

فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی اور کہا اے میری قوم! کیا مصر کا ملک میرا نہیں؟

... وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ ثَحْتِي ...

اور میرے محلوں کے نیچے یہ نہریں بہہ رہی ہیں۔

... أَفَلَا تُبْصِرُونَ (٥١)

کیا تم دیکھتے نہیں رہے؟

فرعون کی سرکشی اور خود بینی بیان ہو رہی ہے کہ اس نے اپنی قوم کو جمع کر کے ان میں شُنُقی لی اور کہا کیا میں تھا ملک۔ مصر کا باادشاہ نہیں ہوں؟ کیا میرے باغات اور محلات میں نہریں چاری نہیں؟ کیا تم میری عظمت و سلطنت کو دیکھ نہیں رہے؟ پھر موسیؐ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھو جو فقراء اور کمزور ہیں۔

کلام پاک میں اور جگہ ہے:

فَهَشَرَ فَنَادَى

فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى

اس نے جن کر کے سب سے کہا میں تمہارا بلند و بالا رب ہوں جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے یہاں کے اور وہاں کے عذابوں میں گرفتار کیا۔

**أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ...
بلَّهُ مِنْ بَهْرَزٍ هُوَ بِنِعْبَتِ إِسْكَانٍ تَقْيَرْهُ.**

ام معنی میں بل کے ہے۔

بعض قاریوں کی ترجیح اما انکھی ہے۔

امام ابن حجر یقیناً ترجیح ہو جائے تو معنی تو بالکل واضح اور صاف ہو جاتے ہیں لیکن یہ ترجیح تمام شہروں کی ترجیح کے خلاف ہے۔ سب کی ترجیح میں ام استفهام کا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ فرعون ملعون اپنے عذاب حضرت کلیم اللہ سے بہتر و برتر بنارہا ہے اور یہ دراصل اس ملعون کا جھوٹ ہے۔

مهین کے معنی حیرت ضعیف بے مال بے شان ہیں۔

... وَلَا يَكَادُ يُبَيِّنُ (۵۲)

اور صاف بول بھی نہیں سکتا۔

کہتا ہے کہ مویٰ تو صاف بولنا بھی نہیں جانتا۔ اس کا کلام فتح نہیں وہ اپنا مانی الصمیر اونہیں کر سکتا۔

حضرت موسیٰ صاف کو صحیح کلام کرنے والے ذی عزت بار عرب وقار تھے۔ لیکن چونکہ یہ ملعون اپنی کفر کی آنکھ سے نبی اللہ کو دیکھتا تھا۔ اس نے اسے بھی دیکھتا تھا۔ حقیقتاً لیل و غنی خود تھا۔

اور اگر مان لیا جائے کہ تاہم کہ کچھ باقی رہ گئی تھی کیونکہ دعا کلیم میں اتنا ہی تھا کہ میری زبان کی اس قدر گرہ کھل جائے کہ لوگ میری بات سمجھ لیں تو یہ بھی کوئی عجیب کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو جیسا بناؤ دیا وہ ویسا ہی ہے۔ اس میں عجیب کی کوئی بات ہے؟ دراصل فرعون ایک کلام بنایا کرایک مسودہ گھر کرا پنی جاہل رعایا کو بھر کا نا اور بہکنا چاہتا تھا۔

فَلَوْلَا أَلْقَيَ عَلَيْهِ أَسْوَرَةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُفْتَرِنِينَ (۵۳)

اچھا اس پرسونے کے لئے کیوں نہیں آپ پرے یا اس کے ساتھ پر ابامدھ کر فرشتے ہی آ جاتے۔

فَاسْتَخْفَ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ...

اس نے اپنی قوم کی عقول کھو دی اور انہوں نے اسکی مان لی۔

... إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ (۵۴)

یقیناً یہ سارے ہی بے حکم لوگ تھے۔

۲ گے چل کر کہتا ہے کہ کیوں جی اس پڑا سماں سے ہن (سو نے کا سکد) کیوں نہیں برتا۔ مالداری تو اسے اتنی ہوتی چاہئے کہ ساتھ سونے سے پر ہوں لیکن یہ تو محض مغلس ہے۔ اچھا یہ بھی نہیں تو اللہ اس کے ساتھ فرشتے ہی کرو دیتا جو کم از کم ہمیں باور کردا ہے کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ غرض ہزار جتنی کر کے لوگوں کو یقینوں بنا لیا اور انہیں اپنا ہم خیال اور ہم تھن کر دیا۔ یہ خود فاسد فاجر تھے۔ فسق و جنور کی پکار پر فوراً رنجھ گئے۔

فَلَمَّا آسَفُوْنَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَعْرَقَنَاهُمْ أَجْمَعِينَ (۵۵)

پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور سب کو ڈبو دیا۔

پس جب ان کا پیارہ چھلک گیا اور انہوں نے دل کھول کر نافرمانی رب تعالیٰ کر لی اور رب تعالیٰ کو خوب ناراض کر دیا۔ تو پھر الہی کوڑا اگنی پیچھے پر بر سا اور اگلے پیچھے سارے کرتوں پکڑ لئے گئے۔ جہاں ایک ساتھ پانی میں غرق کر دیجئے گئے وہاں جہنم میں جلتے بھلستے رہیں گے۔

رسول اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتَ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُعْطِي الْعَبْدَ مَا يَشَاءُ، وَهُوَ مُقِيمٌ عَلَى مَعَاصِيهِ، فَإِنَّمَا ذَلِكَ اسْتِدْرَاجٌ مِنْهُ لَهُ

جب کسی انسان کو اللہ دینا و بتا چلا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر جما ہوا ہو تو سمجھو کر اللہ تعالیٰ نے اسے ذہیل دے رکھی ہے۔

پھر حضور نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ابن ابی سالم

حضرت عبد اللہؓ کے سامنے جب اچاک موت کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا ایما ندار پر یہ حنفیہ ہے اور کافر پر حضرت ہے۔
پھر آپؐ نے اسی آیت کو پڑھ کر سنایا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں انتقام غلطات کے ساتھ ہے۔

فَجَعَلْنَاهُمْ سَلْفًا وَمَثَلًا لِلآخِرِينَ (۵۶)

پس ہم نے گیا گزر دیا اور پچھلوں کے لئے مثال بنادی۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انہیں نہ نہیں بنادیا کہ ان کے لئے کام کرنے والے ان کے انجام کو دیکھ لیں۔ اور یہ مثال یعنی باعث عبرت بن گئے کہ پیچھے ان کے واقعات میں غور کریں اور اپنا چاہو ڈھونڈیں۔

بشر کیم کے کوئے مجبود جہنمی ہیں:

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ (۵۷)

جب ابن مریمؑ کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم پکارا تھی۔

وَقَالُوا أَلِهَّتْنَا خَيْرٌ أُمْ هُوَ ...

اور کہنے لگے کہ ہمارے معبد اچھے ہیں یا وہ؟

بصدون کے معنی اہن مہاس، مجاهد، حکمرہ اور حاکم نے کہ ہیں کوہ ہمنے لگے لیکن اس سے انہیں تجہب معلوم ہوا۔

قیادہ فرماتے ہیں گھبرا کر بول پڑے۔

ابراہیمؑ تھی کا قول ہے من پھیرنے لگے۔

اسکی وجہ پر جو امام محمد بن الحنفی نے اپنی سیرت میں بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مخیرہ قریشیوں کے پاس تشریف فرمائے جو نظر بن حارث بھی آگیا اور آپؐ سے کچھ باتیں کرنے لگا۔ جس پر وہ لا جواب ہو گیا۔ پھر حضورؐ نے قرآن کریم کی آیت پڑھ کر سنائی:

إِنَّمَا وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبٌ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارْدُونَ (21:98)

تم اور تمہارے معبدوں سب جہنم میں جھوٹک دیئے جاؤ گے۔

پھر حضورؐ ہاں سے چلے گئے۔

تحوڑی دیر میں عبد اللہ بن زبیر تھیں آیا تو ولید بن مخیرہ نے اس سے کہا کہ نظر بن حارث تو اہن عبد المطلب سے ہار گیا اور بالآخر اہن عبد المطلب ہمیں اور ہمارے معبدوں کو جہنم کا کایدھن کہتے ہوئے چلے گئے۔ اس نے کہا اگر میں ہوتا تو خود انہیں لا جواب کر دیتا جاؤ ذرا ان سے پوچھو تو کہ جب ہم اور ہمارے معبدوں دوڑھی ہیں تو لازم آیا کہ سارے فرشتوں اور حضرت عزیز اور حضرت مسیحؓ بھی جہنم میں جائیں۔ کیونکہ ہم فرشتوں کو پوچھتے ہیں۔ یہود حضرت عزیز کی پرستش کرتے ہیں۔ انصاری حضرت عیسیٰؓ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس پر مجلس کے کفار بہت خوش ہوئے اور کہا ہاں یہ جواب بہت صحیک ہے۔ لیکن جب حضورؑ یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا ہر وہ شخص جو غیر اللہ کی عبادت کرے اور ہر وہ شخص جو اپنی عبادت اپنی خوشی کرائے یہ دونوں عابدوں جہنمی ہیں۔

فرشتوں یا نبیوں نے نہ اپنی عبادت کا حکم دیا نہ وہ اس سے خوش۔ ان کے نام سے دراصل شیطان کی عبادت کرتے ہیں وہ انہیں شرک کا حکم دیتا ہے اور یہ بجا لاتے ہیں۔ اس پر یہ آیت ان الذين سبقت نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقُتْ لَهُمْ مَنَّ الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَلَيْهَا مُبْدَعُونَ (21:101)

جن کوؒ گے ظہر پہنچی ہماری طرف سے نیکی۔ وہ اس (جہنم) سے دور رہیں گے۔

یعنی حضرت عیسیٰؓ اور حضرت عزیزؓ اور انکے علاوہ جن احبار و رہبان کی پرستش یہ لوگ کرتے ہیں۔ اور خود وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر تھے۔ شرک سے بیزار اور اس سے روکنے والے تھے اور ان کے بعد ان گمراہوں جاہلوں نے انہیں معبدوں بنا لیا تو وہ شخص بے قصور ہیں۔

اور فرشتوں کو جو مشرکین اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مان کر پوچھتے تھے۔ ان کی تردید میں **وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنَ وَلِدًا**

(21:26) سے کوئی آیتوں تک نازل ہوئیں اور ان کے اس باطل عقیدہ کی پوری تردید کر دی۔

اور حضرت عیسیٰ کے پارے میں اس نے جو جواب دیا تھا جس پر مشرکین خوش ہوئے تھے یا آپنی اتریں کہ تیرے اس قول کو سنتے ہی کہ معبدوں باطل بھی اپنے عابدوں کے ساتھ جہنم میں جائیں گے انہوں نے جھٹ سے حضرت عیسیٰ کی ذات گرامی کو پیش کر دیا اور یہ سنتے ہی مارے خوشی کے آپ کی قوم کے مشرک اچھل پڑے اور بڑھ چڑھ کر باقیں بنانے لگے کہ تم نے دبایا۔

ان سے کہو کہ حضرت عیسیٰ نے کسی سے اپنی یا کسی اور کی پرستش نہیں کرائی۔ وہ تو خود ہر ابر ہماری غلامی میں لگے رہے اور ہم نے بھی انہیں اپنی بہتری نعمتیں عطا فرمائیں۔ ان کے ہاتھوں جو موجرات دینا کو دکھائے وہ قیامت کی دلیل تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے اہن ہجری میں ہے کہ مشرکین نے اپنے معبدوں کا جہنمی ہونا حضورؐ کی زبانی سن کر کہا کہ پھر آپؐ اہن مریم کی نسبت کیا کہتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے بند۔ ہیں اور اس کے رسول ہیں۔

اب کوئی جواب ان کے پاس نہ رہا تو کہنے لگے۔ واللہ یہ تو چاہتے ہیں کہ جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو اللہ مان لیا ہے ہم بھی انہیں رب مان لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تو صرف بگواں ہے۔ کھیانے ہو کر بے جوڑ باقیں کہنے لگے ہیں۔

حضرت قیادہ فرماتے ہیں ان کے اس قول کا کہ کیا ہمارے معبد بہتر ہیں یا یہ؟ مطلب یہ ہے کہ ہمارے معبدوں سے بہتر ہیں۔ یہ تو اپنے تجیک پوچوانا چاہتے ہیں۔

ابن مسعودؓی قرأت میں ام ہذا ہے۔

... مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَّاً...

تجھ سے انکا یہ کہنا محض بھگڑے کی غرض سے ہے

... بْلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِيمُونَ (۵۸)

بلکہ یہ لوگ ہیں ہی بھگڑا اور

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ان کا مناظرہ نہیں بلکہ مجاہد اور مکابرہ ہے۔ یعنی ہے دلیل بھگڑا اور ہے وجہ جھٹ بازی ہے۔ خود یہ جانتے ہیں کہ نہ یہ مطلب ہے نہ ہمارا اعتراض اس پر وارد ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اولاً تو آیت میں لفظ **ما** ہے جو غیر ذوی العقول کے لئے ہے۔

دوسراً یہ کہ آیت میں خطاب کفار قریش سے ہے جو اصحاب و انداد کو نہیں اور پھر وہ کو پوچھتے تھے۔

وہ **محج** کے پھاری سے تھے جو یہ اعتراض برخیل مانا جائے۔ پس یہ صرف جدل ہے یعنی وہ بات کہتے ہیں جس کے غیر محج ہونے کو ان کا اپنادل بھی چانتا ہے۔

ترمذی میں فرمان رسول ﷺ ہے:

مَا ضلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ، إِنَّا أُورثُوا الْجَدَلَ
كُوئی قوم اس وقت تک ہلاک نہیں ہوتی جب تک بے دلیل جھٹ بازی ان میں نہ آ جائے۔

پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ اہن ابی حاتم اس حدیث کے شروع میں یہ بھی ہے کہ ہرامت کی گمراہی کی پہلی بات اپنے نبی کے بعد تقدیر کا انکار کرنا ہے۔

اہن جزو میں ہے کہ ایک بار حضور مسیح آپ کے محب میں آئے اس وقت وہ قرآن کی آیتوں میں نزاع کر رہے تھے۔ آپ سخت غصب ناک ہوئے اور فرمایا اس طرح اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لکھ کر اؤٹیں۔ یاد رکھو جہاں کی اسی عادت نے اگلے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ پھر آپ اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ (۵۹)

عیسیٰ بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے نشان قدرت بنایا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اللہ عز و جل کے بندوں میں سے ایک بندے تھے جن پر نبوت و رسالت کا انعام باری تعالیٰ ہوا تھا۔ اور انہیں قدرت اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی بنا کر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا تھا تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ جوچا ہے اس پر قادر ہے۔

وَكُوْنَشَاء لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَكَانِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ (۶۰)

اگر ہم چاہتے تو تمہارے عوض فرشتے کر دیتے جو زمین میں جائشی کرتے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو تمہارے جائشین بنا کر فرشتوں کو اس زمین میں آباد کر دیتے۔ یا یہ کہ جس طرح تم ایک دوسرے کے جائشین ہوتے ہو۔ یہی بات ان میں کر دیتے۔ مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے۔
مجاہد فرماتے ہیں یعنی بجائے تمہارے زمین کی آبادی ان سے ہوتے۔

یہ جو فرمایا ہے کہ وہ قیامت کی نشانی ہے اس کا مطلب جوابِ حق نے بیان کیا ہے وہ کچھ لمحیک نہیں۔

اور اس سے بھی زیادہ دور کی بات یہ ہے کہ بقول قادِ حضرت حسن بصری اور حضرت سعید بن جنید کہتے ہیں کہ ہ عمر کا مردخ قرآن ہے یہ دونوں قول غلط ہیں بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ ہ عمر عائد ہے حضرت عیسیٰ پر یعنی حضرت عیسیٰ قیامت کی ایک نشانی ہیں۔ اس لئے کہ اوپر سے ہی آپ کے بیان چلا آ رہا ہے۔ اور یہ واضح رہے کہ مراد یہاں حضرت عیسیٰ کی قیامت سے پہلے کا نازل ہونا ہے جیسے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ (۱۵۹)

ان کی موت سے پہلے ایک ایک اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا۔

یعنی حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے پھر قیامت کے دن یا ان پر کوہ ہوں گے۔

وَإِنَّهُ لِعِلْمٍ لِّلْسَاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَ بِهَا وَاتَّبِعُونَ ...

اور یقیناً عیسیٰ قیامت کی علامت ہے پس تم قیامت کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو

... هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ (۶۱)

یعنی سیدھی راہ ہے۔

اس مطلب کی پوری وضاحت اسی آیت کی دوسری قرأت سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے اللہ لعلم للساعۃ یعنی جناب روح اللہ نشان اور علامت یہی قیامت کے قائم ہونے کی۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہاں یہی قیامت کے یعنی حضرت عیسیٰ کا قیامت سے پہلے آتا۔

اسی طرح روایت کی گئی ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور حضرت ابن عباسؓ سے اور یہی مروی ہے ابوالعالیہ ابوالملک وغیرہ سے۔

وَكَلَّا يَصُدَّنَكُمُ الشَّيْطَانُ ...

شیطان تمہیں روک نہ دے۔

... إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (۶۲)

یقیناً و تمہارا صریح دشمن ہے۔

اور متواترا حادیث میں رسول اللہؐ نے خبر دی ہے کہ قیامت کے دن سے پہلے حضرت عیسیٰ "امام عادل اور حاکم بالاصاف ہو کر نازل ہوں گے پس تم قیامت کا ہونا یقینی جانواس میں شک شہنہ کرو اور جو تمہیں دے رہا ہوں اس میں میری تابعداری کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان جو تمہارا کھلا دشمن ہے تمہیں صحیح راہ سے اور میری واجب اتباع سے روک دے۔

وَلَمَّا جَاءَ عِيسَى بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قُدْ جِئْنُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلَأَبْيَنَ لَكُمْ بَعْضَ

الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ...

جب عیسیٰ مجھے لائے اور کہہ دیا کہ میں تمہارے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لئے ۲ یا ہوں کہ جن بعض چیزوں میں تم مختلف ہو جیں واضح کر دوں۔

حضرت عیسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ میں حکمت یعنی نبوت لے کر تمہارے پاس آیا ہوں اور دینی امور میں جو اختلافات تم نے ذال رکھے ہیں میں اس میں جو عن ہے اسے ظاہر کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

اہن جریبی بھی فرماتے ہیں اور یہی قول بہتر اور پختہ ہے۔ پھر امام صاحب نے ان لوگوں کے قول کی تردید کی ہے جو کہتے ہیں کہ بعض کا لفظ یہاں پر **کل** کے معنی میں ہے۔

... فَتَّأْوُ اللَّهُ وَأَطِيعُونَ (٦٣)

پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا ما نو۔

فرمایا جو میں تمہیں حکم دیتا ہوں اس میں اللہ تعالیٰ کا لیاظر کھواس سے ذرتے رہو اور میری اطاعت گزاری کرو۔ جو لا یا ہوں اسے ما نو۔ یقیناً مانو کم سب اور خود میں اس کے غلام ہیں اس کے محتاج ہیں اس کے در کے فقیر ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ...

میرا اور تمہارا رب فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس تم سب اسکی عبادت کرو۔

... هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ (٦٤)

راہ راست یہی ہے۔

اس کی عبادت ہم سب پر فرض ہے۔ وہ واحد ہے لا شریک ہے۔ بس یہی توحید کی راہ راست مستقیم ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ...

پھر بنی اسرائیل کی جماعتوں نے ۲ پس میں اختلاف کیا۔

اب لوگ ۲ پس میں متفرق ہو گئے۔ بعض تو کلمۃ اللہ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول ہی کہتے تھے اور یہی حق والی جماعت تھی۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْآيَمِ (٦٥)

پس خالموں کے لئے خرابی ہے دکھوالے دن کی آفت ہے۔

اور بعض نے اسکی نسبت دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ہیں اور بعض نے کہا کہ ۲ پر ہی اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ان سب دعووں سے پاک ہے اور بلند و برتر ہے۔ اسی لئے ارشاد فرماتا ہے کہ ان خالموں کے لئے خرابی ہے۔ قیامت کے دن انہیں المناک عذاب اور دردناک سزا میں ہوں گی۔

قیامت کے دن دوستی و شمنی میں بدل جائے گی:

هَلْ يَنْظَرُونَ إِلَى السَّاعَةِ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَعْثَةٌ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (٦٦)

یہ لوگ صرف قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اچاکہ ان پر آپڑے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کچھ تو یہ مشرک قیامت کا انتخاب کر رہے ہیں جو محض بے سود ہے اس لئے کہ اس کے آنے کا کسی کو صحیح وقت معلوم نہیں وہ اچانک یونہی بے خبری کی حالت میں آجائے گی۔

الْأَخِلَاءِ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌ إِلَى الْمُنَّقِينَ (۶۷)

اس دن گھرے دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پریز گاروں کے۔

اس وقت کو نادم ہوں لیکن اس سے کیا فائدہ یہ کوئے ناممکن سمجھے ہوئے ہیں لیکن وہ نہ صرف ممکن بلکہ یقیناً آنے والی ہی ہے۔ اور اس وقت کا یہ اس کے بعد کوئی عمل کسی کو کچھ لفڑ نہ دے گا۔ اس وقت تو جن کی دوستیاں غیر اللہ کے لئے تھیں وہ سب عداوت سے بدل جائیں گی۔

ہاں جو دوستی صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے تھی وہ باقی اور دام رہے گی۔ جیسے **ظلیل الرحمن** نے اپنی قوم سے فرمایا تھا:

إِنَّمَا أَتَخْدَمُ مِنْ ذُنُونَ اللَّهِ أُولَئِنَّا مَوَدَّةُ بَيْنَكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُفُّرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاهُمُ الَّأَرْضُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَصْرَيْنَ (29:25)

تم نے ہتوں سے جو دوستیاں کر رکھی ہیں یہ صرف دنیا کے رہنے تک ہیں یہی یہی قیامت کے دن تو ایک دوسرے کا نہ صرف انکار کریں گے بلکہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے اور تمہارا ملک کا ناجنم ہو گا اور کوئی نہ ہو گا جو تمہاری امد اور پرا ہے۔

ابن ابی حاتم میں مردی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی فرماتے ہیں وہ ایماندار جو آپس میں دوست ہوتے ہیں جب ان میں سے ایک کا نقل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے خوب خبری ملتی ہے تو وہ اپنے دوست کو یاد کرتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ! فلاں شخص میر اولی دوست تھا جو مجھے تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیتا تھا بھلانی کی ہدایت کرتا تھا برائی سے روکتا تھا اور مجھے یقین دلایا کرتا تھا کہ ایک روز اللہ تعالیٰ سے مانا ہے پس اے باری تعالیٰ! تو اسے راہ حق پر ثابت قدم رکھ یہاں بیک کر اسے بھی تو وہ دکھائی ہے اور اس سے بھی تو اسی طرح راضی ہو جائے جس طرح مجھ سے راضی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملتا ہے تو **ٹو ٹھنڈے ٹکبیوں** چلا جا۔ اس کے لئے جو کچھ میں نے تیار کیا ہے اگر تو اسے دیکھ لیتا تو ہبہ ہستا اور بآکل آزردہ نہ ہوتا۔

پھر جب دوسرے دوست مرتا ہے اور ان کی رو جیں ملتی ہیں تو کہا جاتا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کا تعلق بیان کرو۔ آپس ہر ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ یہ میرا بڑا اچھا بھائی تھا اور نہایت بیک ساختی تھا اور بہت بہتر دوست تھا۔

دو کافر جو آپس میں ایک دوسرے کے دوست تھے جب ان میں سے ایک مرتا ہے اور جنم کی خبر دیا جاتا ہے تو اسے بھی اپنا دوست یاد آتا ہے اور کہتا ہے باری تعالیٰ! فلاں شخص میر اولی دوست تھا تیری اور تیرے نبی کی نافرمانی کی مجھے تعلیم دیتا تھا برا نیوں کی رغبت دلاتا تھا بھلانیوں سے روکتا تھا اور تیری ملاقات نہ ہونے کا مجھے یقین دلاتا تھا آپس تو اسے میر۔ بعد ہدایت نہ کرتا کہ وہ بھی وہی دیکھے جو میں نے دیکھا اور اس پر تو اسی طرح ناراض ہو جس طرح مجھ پر غضبناک ہوا۔

پھر جب دوسرا دوست مرتا ہے اور ان کی روشنیں جمع ہوتی ہیں تو کہا جاتا ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کے اوصاف بیان کرو تو ہر ایک کہتا ہے تو بڑا برا بھائی تھا اور برا ساختی تھا اور بدترین دوست تھا۔

ابن عباسؓ مجاهد اور قادہ فرماتے ہیں ہر دوستی قیامت کے دن دشمنی سے بدل جائے گی مگر پرہیز کاروں کی دوستی۔

ابن عاصمؓ میں ہے کہ جن و مخصوصوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے ۲۰ پس میں دوستانہ کر رکھا ہے، خواہ ایک شرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں جمع کر کے فرمائے گا کہ یہی ہے جسے تو میری وجہ سے چاہتا تھا۔

يَا عَبَادِ لَا خَوْفُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْثُمْ تُحْزَنُونَ (۶۸)

میرے بندو! اج نہ تم پر کوئی خوف وہ راس ہے اور نہ تم بدول اور غمزدہ ہو گے۔

فرمایا ان متفقین سے روز قیامت کہا جائے گا کہ تم غم وہ راس سے دور رہو ہو ہر طرح سے امن جہن سے رہو۔ یہ ہے تمہارے ایمان و اسلام کا بدلہ یعنی باطن میں یقین و اعتقاد کامل اور ظاہر میں شریعت پر عمل۔

حضرت معمتن بن سلیمانؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن جب کہ لوگ اپنی اپنی قبروں سے کھڑے کئے جائیں گے تو سب کے سب سمجھ رہتے اور بے چینی میں ہوں گے۔ اس وقت ایک منادی ندا کرے گا کہ اے میرے بندو! اج کے دن نہ تم پر خوف ہے نہ ہر اس تو سارے کے سارے اسے عام سمجھ کر خوش ہو جائیں گے۔

الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ (۶۹)

جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور تھے بھی وہ فرماتا بردار مسلمان۔

اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ ثُحْبُرُونَ (۷۰)

تم اور تمہارے جوڑ کے لوگ ہشاش بٹاٹ راضی خوشی جنت میں چلے جاؤ۔

وہیں منادی کہے گا وہ لوگ جو دل سے ایمان لائے تھے اور جسم سے نیک کام کئے تھے۔ اس وقت سوائے بچے کے مسلمانوں کے باقی سب مایوس ہو جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم اور تم جیسے نعمت و سعادت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ سورہ روم میں اس کی تفسیر گزر چکی ہے۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ...

ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیاں اور سونے کے گلاسوں کا دور لگا دیا جائے گا۔

... وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيَ الْأَنْفُسُ وَتَلَدُّ الْأَعْيُنُ ...

ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آنکھیں ٹھہنڈی رہیں سب وہاں ہو گا۔

... وَأَنْثُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۷۱)

اور تم یہاں ہمیشہ رہو گے۔

ہر طرف سے ان کے سامنے طرح طرح کے مرغیں خوش ذائقہ مرغوب کھانوں کی کشتابیں رکا پیاں اور تماں میں پیش ہوں گی اور چھلکتے ہوئے جام ہاتھوں میں لئے غلامان اودھرا و ہرگز کر دش کر رہے ہوں گے۔

تشعیبہ الانفس اور تشعیبہ الانفس و نووس قرائیں ہیں۔

یعنی انہیں مزید ارجو شہادوں لے اچھی رنگت والے من مانے کھانے پینے میں گے۔

رسول اللہ فرماتے ہیں سب سے نیچے درجہ کا جنوب سے آخر میں جائے گا اس کی نگاہ سو سال کے راستے تک جاتی ہو گی لیکن برابر وہاں تک اسے اپنے ہی ذیر سے نیچے اور محل سونے کے اور زمرد کے نظر ۲ کمیں گے جو تمام کے تمام قسم قسم اور رنگ برنگ کے ساز و سامان سے پر ہوں گے۔ صبح شام ستر ستر ہزار رکا پیاں پیالے الگ الگ وضع کے کھانے سے پر اس کے سامنے رکھے جائیں گے جن میں سے ہر ایک اس کی خواہش کے مطابق ہو گا اور اول سے آخر تک اس کی اشتباہ برابر اور یکساں رہے گی۔ اگر وہ روزے زمین والوں کی دعوت کرے سب کو کفاہیت ہو جائے اور کچھ نہ گئے۔ عبد الرزاق

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضورؐ نے جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنتی ایک اقہم انجام ہے گا اور اس کے دل میں خیال ۲ نے گا کہ فلاں قسم کا کھانا ہوتا چنانچہ وہ نوالہ اس کے مذہب میں ہی وہی چیز بن جائے گا جس کی اس نے خواہش کی تھی۔ پھر آپؐ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول مقبولؐ فرماتے ہیں جتنی اپنی جنت کی جگہ جہنم میں سے دیکھیں گے اور حسرت و افسوس سے کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ مجھے بھی بدایت کرتا تو میں بھی متفقیوں میں ہو جاتا۔

اور ہر ایک جنتی بھی اپنی جہنم کی جگہ جنت میں سے دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کا خیکر کرتے ہوئے کہے گا کہ تم خود اپنے طور پر راہ راست کے حاصل کرنے پر قادر نہ تھے اگر اللہ تعالیٰ خود ہماری رہنمائی نہ کرتا۔

وَوَتْلُكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورثُمُوهَا بِمَا كُنَّا مُهْنَمُونَ (۷۲)

یہی وہ بہشت ہے کہ تم اپنے اعمال کے بد لے اس کے وارث ہنا گے گئے ہو۔

آپؐ فرماتے ہیں ہر ہر شخص کی ایک جگہ جنت میں ہے اور ایک جگہ جہنم میں۔ پس کافر مومین کی جہنم کی جگہ کا وارث ہو گا۔ اور مومن کافر کی جنت کی جگہ کا وارث ہو گا۔ یہی فرمان باری تعالیٰ ہے اور اس جنت کے وارث تم بہب اپنے اعمال کے ہنا گے گئے ہو۔

وَلَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةَ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأكُلُونَ (۷۳)

یہاں تمہارے لئے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم کھاتے رہو گے۔

کھانے پینے کے ذکر کے بعد اب میووں اور ترکاریوں کا بیان ہو رہا ہے کہ یہ بھی بکثرت مرغوب طبع انہیں ملیں گی جس قسم کی یہ چاہیں اور ان کی خواہش ہو۔ عرض بھر پور نعمتوں کے ساتھ رب تعالیٰ کی رضا مندی کے گھر میں بیٹھ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے ۲ میں۔

جہنمی موت کی تمنا کریں گے:

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ حَالُدُونَ (٧٤)
بے شک گنجہ کار لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

لَا يُقْتَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ (٧٥)
یہ عذاب بکھی بھی ان سے ہاکانہ کیا جائے گا۔

اوپر پوچھ کر نیک لوگوں کا حال بیان ہوا تھا اس لئے یہاں بدجخنوں کا حال بیان ہو رہا ہے کہ یہ گنجہ کار جہنم کے عذابوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ ایک ساعت بھی انہیں ان عذابوں میں خفیف نہ ہوگی اور اس میں وہ نہ امید محس ہو کر پڑے رہیں گے ہر بھلانی سے وہ ما یوس ہو جائیں گے۔

وَمَا ظلمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ (٧٦)
اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی ظالم تھے۔

ہم ظلم کرنے والے نہیں بلکہ انہوں نے خود اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے اپنی جان پر آپ ہی ظلم کیا۔ ہم نے رسول مجھے کہتا ہیں نازل فرمائیں۔ جب ت قائم کروی لیکن یا اپنی سرکشی سے عصیان سے طغیان سے باز نہ آئے اس پر یہ بد لہ پایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا کوئی ظلم نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہے۔

وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ...

اور پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تیرارب تعالیٰ ہمارا کام ہی تمام کر دے۔

یہ جہنمی دار و نجات جہنم کو پکاریں گے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نے منبر پر اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا یہ موت کی آزو کریں گے تاکہ عذاب سے چھوٹ جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ

لَا يُقْضَى عَلَيْهِمْ قَيْمُوْنُوا وَلَا يُخَفَّعُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا (35:36)
نہ تو انہیں موت آئے گی اور نہ عذاب کی خفیف ہوگی۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

**وَبَجَّلَهُمُ الْأَشْقَى
الَّذِي يَصْلِي النَّارَ الْكَبْرَى**

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَا (13-87:11)

وہ بد بخت اس نصیحت سے علیحدہ ہو جائے گا جو بڑی سخت آگ میں پڑے گا پھر وہاں نہ مرے گا اور نہ جانے گا۔

... قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ (۷۷)

وہ کہے گا کہ تم چیزیں تو ہمیشہ رہنا ہے۔

پس جب یہ داروں ز جہنم سے نہایت لجاجت سے کہیں گے کہ آپ ہماری موت کی دعا اللہ تعالیٰ سے سمجھے۔ تو وہ جواب دے گا کہ تم اسی میں پڑے رہنے والے ہو مرد گئے نہیں۔

لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارُهُونَ (۷۸)

ہم تو تمہارے پاس حق لے گئے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت رکھنے والے ہیں۔

اب ان کی سیاہ کاری کا بیان ہو رہا ہے کہ جب ہم نے ان کے سامنے حق کو پیش کر دیا واضح کر دیا تو انہوں نے اسے ماننا تو ایک طرف اس سے نفرت کی الگی طبیعت ہی اسی طرف مائل نہ ہوئی حق اور حق والوں سے نفرت کرتے رہے اس سے رکھتے رہے۔ ہاں ناقص کی طرف مائل رہے ناقص والوں سے الگی خوب فہمی رہی۔ پس تم اپنے نفس کو ہی ملامت کرو اور اپنے اوپر ہی افسوس کرو۔ لیکن آج کا افسوس بھی بے فائدہ ہے۔

أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ (۷۹)

کیا انہوں نے کسی کام کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو یقیناً مانو کہ ہم بھی پختہ کام کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے بدترین مکرا اور زبردست واؤں کھینا چاہا تو ہم نے بھی انکے ساتھ بھی کیا۔

حضرت مجاہدؓ کی بھی تفہیر ہے اور اس کی شہادت اس آیت میں ہے:

وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَتَنَعَّرُونَ (27:50)

انہوں نے مکر کیا اور ہم نے بھی اس طرح مکر کیا کہ انہیں پڑے بھی نہ چلا۔

مشرکین حق کو ٹالنے کے لئے طرح طرح کی جیل سازی کرتے رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں دھوکے میں ہی رکھا اور اس کا وہاں جب تک ان کے سروں پر نہ آ گیا اکلی آنکھیں نکھلیں۔ اسی لئے اسکے بعد ہی فرمایا:

أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ...

ان کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں کو اور ان کے مشوروں کو نہیں سنتے؟

... بَلِى وَرَسْلَنَا لَدَيْهُمْ يَكْتُبُونَ (۸۰)

براہ راست رہے ہیں بلکہ ہمارے سمجھے ہوئے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں۔

کیا انکا گمان ہے کہ ہم انکی پوچیدہ باتیں اور خنثیہ سرگوشیاں سن نہیں رہے۔ انکا یہ گمان بالکل غلط ہے۔ ہم تو انکی سرثست تک سے واقف ہیں بلکہ ہمارے مقرر کردہ فرشتے بھی ان کے پاس ان کے ساتھ ہیں جونہ صرف دیکھ ہی رہے ہیں بلکہ لکھ بھی رہے ہیں۔

اگر اللہ کی اولاد ہوتی تو؟

قُلْ إِنَّ كَانَ لِرَحْمَنِ وَلَدٌ فَإِنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ (۸۱)

کہہ دے اگر بالغرضِ رحمٰن کی اولاد ہوتی میں سب سے پہلے عبادت گزار ہوتا۔

اے نبی آپ اعلان کرو یعنی کہ اگر بالغرضِ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہوتی مجھے سر جھکانے میں کیا تابع ہے؟ نہ میں اس کے فرمان سے سرتاہی کروں نہ اس کے کسی حکم کو تالوں اگر ایسا ہوتا تو سب سے پہلے میں اسے مانتا اور اس کا اقرار کرتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی نہیں جس کا کوئی ہمسرا اور جس کا کوئی کفوہ ہو۔

یاد رہے کہ بطور شرعاً کے جو کام وار دیکھا جائے اس کا قوع ضروری نہیں بلکہ امکان بھی ضروری نہیں۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

أُوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَخَذَ وَلَدًا لِأَصْنَطْفَى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحَنَهُ (4:39)

اگر حضرت حق جل و علا اولاد کی خواہش کرتا تو اپنی تخلوق میں سے جسے چاہتا چون لیتا لیکن وہ اس سے پاک ہے۔

اس کی شان وحدانیت اس کے خلاف ہے اس کا تنہا غلبہ اور قہاریت اس کی صریح منافی ہے۔

بعض مفسرین نے عابدین کے معنی انکاری کے بھی کے ہیں جیسے حضرت سفیان ثوریؓ۔

صحیح بخاری میں ہے کہ عابدین سے مراد یہاں اول الحادیین ہے یعنی پہلا انکار کرنے والا۔

اور یہ عَبْدُ يَعْبُدُ کے باب سے ہے اور جو عبادت کے معنی میں سے ہوتا ہے وہ عَبْدُ يَعْبُدُ سے ہوتا ہے۔

اس کی شہادت میں یہ واقع بھی ہے کہ ایک عورت کے نکاح کے چھ ماہ بعد پچھے ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت علیؓ نے اسکی مخالفت کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

وَحَمْلُهُ وَفَصَالَهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا (15:46)

حمل کی اور دودھ چھٹائی کی مدت ڈھانی سال کی ہے۔

اور جگہ اللہ عز وجل نے فرمایا

وَحَمْلُهُ وَفَصَالَهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا (14:31)

دوسال کے اندر اندر دودھ چھڑانے کی مدت ہے۔

حضرت عثمانؓ اس کا انکار نہ کر سکے اور فوراً 26 میں بھیجا کر اس عورت کو واپس کرو۔

یہاں بھی لفظ **عبد** ہے یعنی انکار نہ کر سکے۔

ابن و حب کجتے ہیں **عبد** کے معنی نہ ماننا، انکار کرتا ہے۔

حضرت قادہ فرماتے ہیں کہ یہ کلام عرب کے مخاورے کے مطابق ہے یعنی نہ رحمان کی اولاد میں اس کا قائل و عابر۔

ابو حمجزہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ میں تو پہلے ہی اس کا **عبد** ہوں کہ اس کی اولاد ہے یہ نہیں اور میں اس کی توحید کو ماننے میں بھی آگئے گے ہوں۔

مجاہد فرماتے ہیں میں اس کا پہلا عبادت گزار ہوں اور موحد ہوں اور تمہاری حکمتیب کرنے والا ہوں۔

امام بخاری فرماتے ہیں میں پہلا انکاری ہوں۔

یہ دلوں افت ہیں **عبد** اور **عبد** اور اول یہ زیادہ قریب ہے اس وجہ سے کہ یہ شرط و جزا ہے لیکن ہے یہ ممتنع اور محال ناممکن۔

سدی فرماتے ہیں اگر اس کی اولاد ہوتی تو میں اسے پہلے مان لیتا کہ اسکی اولاد ہے لیکن وہ اس سے پاک ہے۔

ابن جریر اسی کو پسند فرماتے ہیں اور جو لوگ ان کو نافی بتلاتے ہیں ان کے قول کی تردید کرتے ہیں۔

سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ (۸۲)

۲ سالان وز میں اور عرش کا رب جو کچھ بیان کرتے ہیں اس سے بہت پاک ہے۔

اسی لئے باری تعالیٰ عزوجل فرماتے ہیں کہ ۲ سالان وز میں اور تمام چیزوں کا خالق اس سے پاک بہت دور اور بالکل منزہ ہے کہ اسکی اولاد ہو وہ فرد واحد وحدہ ہے اسکی ظنیہ کفو اولاد کوئی نہیں۔

فَذُرُّهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلْاَفُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ (۸۳)

اب تو انہیں اسی بحث مبارکہ اور کھیل کو دیں چھوڑ دے یہاں تک کہ انہیں اس دن سے سابقہ

پڑ جائے جس کا یہ وعدہ دیجئے جاتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی! انہیں اپنی جہالت میں غلط کھاتے چھوڑ اور دنیا کے کھیل تماشوں میں مشغول رہنے دو۔ اسی

غفلت میں ان پر قیامت کوٹ پڑے گی۔ اس وقت اپنا انجام معلوم کر لیں گے۔

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ ...

وہی ۲ سالنوں میں بھی موجود ہے۔ اور زمین میں بھی وہی قبل عبادت ہے

... وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ (۸۴)

اور وہ بڑی حکمت والا اور پورے علم والا ہے۔

ذات حق کی بزرگی اور عظمت و جمال کا مزید بیان ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات اس کی مادر ہے اس کے سامنے پست اور عاجز ہے وہ حکیم و علیم ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ (٦:٣)

زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ وہی ہے۔ ہر پوشیدگی اور ظاہر کو اور تمہارے ہر عمل کو جانتا ہے۔

وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا يَبْيَثُهُمَا ...

اور وہ بہت برکتوں والا ہے جس کے پاس آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی باධشائیت ہے۔

... وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (٨٥)

قیامت کا علم بھی اسی کے پاس ہے۔

وہ سب کا خالق و مالک سب کا رچانے اور بنانے والا سب پر حکومت اور سلطنت رکھنے والا ہے وہ تمام عیوبوں سے کل نقصانات سے پاک ہے وہ سب کا مالک ہے بلند یوس اور عظموں والا ہے کوئی نہیں جو اس کا حکم نال سکے کوئی نہیں جو اس کی مرضی بد سکے ہر ایک پر قابض وہی ہے ہر ایک کام اس کی قدرت کے ماتحت ہے۔ قیامت کے آنے کے وقت کو وہی جانتا ہے اس کے سوا کسی کو اس کے آنے کا لمحک وقت کا علم نہیں۔ ساری مخلوق اسی کی طرف اونٹی جائے گی وہ ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کا پہلہ دے گا۔

وَلَا يَمْلُكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةُ ...

جنہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کفاروں کے معبودوں باطل جنہیں یا اپنا سفارشی خیال کئے بیٹھے ہیں ان میں سے کوئی بھی سفارش کے لئے آگے بڑھنے کیلئے کسی کی شفاعت نہیں کام نہ آئے گی۔

... إِلَى مَنْ شَهَدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (٨٦)

ہاں مستحق شفاعت وہ ہیں جو حق بات کا اقرار کریں اور انہیں علم بھی ہو۔

اس کے بعد استثناء منقطع ہے یعنی لیکن جو شخص حق کا اقرار اری اور شاہد ہو اور وہ خوب بھی بصیرت و بصارت پر یعنی علم و معرفت والا ہو اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیک اوکوں کی شفاعت کا رامد ہو گی۔

وَلَئِنْ سَأَلْتُهُمْ مَنْ خَلَقُهُمْ ...

اگر تو ان سے دریافت کرے کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟

... لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَائِنَّ يُؤْفَكُونَ (۸۷)

تو یقیناً یہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر قوان سے پوچھ کر انکا غائب کون ہے؟ تو یہ اقرار کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

افسوس کہ خالق اسی ایک کو مان کر پھر عبادت وہ سروں کی بھی کرتے ہیں جو محض مجہور اور بالکل بے قدرت ہیں اور کبھی اپنی عاقل کو کام میں نہیں لاتے کہ جب پیدا اسی ایک نے کیا تو ہم دوسرے کی عبادات کیوں کریں؟ جہالت و عبادات کند ذہنی اور یقوقی اتنی بڑھ گئی ہے کہ ایسی سیدھی سی بات مررتے دم تک سمجھ میں نہ آتی بلکہ سمجھانے سے بھی نہ سمجھے۔ اس نے تجھا ارشاد ہوا کہ اتنا مانتے ہوئے پھر کیوں اوندھے ہوئے جاتے ہو؟

وَقِيلٌهٗ يَارَبٌ إِنَّ هُؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ (۸۸)

اور بغیر کا اکثر یہ کہنا کہ اے میرے رب یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

ارشاد ہوا کہ محمدؐ نے اپنا یہ کہنا کہا یعنی اپنے رب تعالیٰ کی طرف شکایت کی اور اپنی قوم کی تکذیب کا بیان کیا کہ یہ ایمان قبول نہیں کرتے ہیں اور آیت میں ہے:

وَقَالَ الرَّسُولُ يَرَبُّ إِنَّ قَوْمِي أَنْخَذُوا هَذَا الْفُرْءَاءَ أَنَّ مَهْجُورًا (25:30)

رسول کی یہ شکایت اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی کہ میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

امام ابن حجر یہی تفسیر کرتے ہیں۔

امام بخاریؓ فرماتے ہیں ابن مسعودؓ کی قرأت و قال الرسول يارب ہے۔

حضرت مجددؒ فرماتے ہیں اللہ عز و جل اپنے نبیؐ کا قول نقل فرم رہا ہے۔

فاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ...

پس قوان سے منہ پھیر لے اور خستیا نہ سلام کہدے۔

سورہ کے خاتمے پر ارشاد ہوتا ہے کہ مشرکین سے من موز اور ان کی بد رہائی کا بد کلامی سے جواب نہ دو۔ بلکہ انکے دل پر چانے کی خاطر قول میں اور فعل میں دونوں میں نرمی برتو۔ کہہ دو کہ سلام ہے۔

... فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (۸۹)

انہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

انہیں بھی حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔

اس میں رب قدوس کی طرف سے مشرکین کو بڑی دشمنی ہے اور یہی ہو کر بھی رہا کہ ان پر عذاب آیا جوان سے نہ سکا۔
حضرت حق جل وعلا نے اپنے دین کو بلند و بالا کیا اپنے کلکہ کو چاروں طرف پھیلا دیا۔ اپنے موحد مومن اور مسلم بندوں کو
قوی کر دیا اور پھر انہیں جہاد کے اور جلاوطن کرنے کے احکام دے کر اس طرح دنیا میں غالب کر دیا کہ خدا تعالیٰ کے دین
میں بے شمار آدمی داخل ہوئے اور مشرق و مغرب میں اسلام پھیل گیا۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَم



© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com